

سبط رسول الثقلین - حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام

<?xml encoding="UTF-8?">

امام حسن کے واقعات بھی واقعات کربلا سے کچھ کم نہیں

مندرجہ بالا جملہ جب سے میں نے ایک عالم دین کی کتاب میں پڑھا تو ایک لگن پیدا ہو گئی کہ میں بھی امام کے بارے میں کچھ معلومات جمع کر کے مومنین کے بچوں کے لئے پیش کروں۔ آپ (ع) کے تمام اقدامات خواہ کسی صورت کے ہوں بالکل اسی طرح واجب الاحترام اور مطابق عقل و شرع ہیں جس طرح امام حسین (ع) کے تمام اعمال و افعال میزان عقل و شرع میں نہایت موزوں اور قابل تعریف ہیں۔ صلح حسن نے دراصل امام حسین کی آنے والی قربانی اور ذبح عظیم کی گہری تاثیر کی داغ بیل ڈالی۔ چنانچہ جب حسین (ع) مظلوم کی شہادت عظمیٰ کا امام حسن (ع) کی شہادت کے دس سال بعد وقت آگیا تو امام حسین نے بڑی آن بان سے اس امتحان میں کامیابی حاصل کر لی تو اس درخت میں ثمر آیا جو امام حسن نے لگایا تھا۔ اور اسلام کے بھیس میا اسلام کشی کا جو بھوت بنایا گیا تھا اس کا پردہ چاک ہو گیا۔ اور دنیا والوں نے دیکھ لیا کہ محمد اور آل محمد (ع) کیا چاہتے ہیں اور سلطنتوں کا بہاؤ کس طرف تھا۔

امام حسن (ع) کی صلح شیعہ حضرات کے نزدیک کسی طرح بھی قابل اعتراض نہیں۔ وہ انہیں امام۔ جانشین رسول۔ صاحب اعجاز۔ علم وہبی کے مالک مانتے ہیں۔ ایک بڑے عالم دین سے ان کے شاگردوں نے پوچھا کہ حسن (ع) اور حسین (ع) کی طرز زندگی بالکل مختلف بتائی جاتی ایک نے صلح اختیار کی اور دوسرے نے جنگ۔ وہ بزرگ ایک موٹی سی چادر لے کر دریا پر گئے اور اس کو دریا کے پانی میں خوب اچھی طرح سے ڈبویا۔ اس کے بعد چونکہ پانی کے وزن سے چادر بہت بھاری ہو گئی تھی لہذا ایک شاگرد کو ایک سرا پکڑوایا اور خود دوسرا سرا پکڑا اور کہا اسے نچوڑو۔ اب شاگرد دہاتھ دائیں طرف گھما کر پانی نچوڑ رہا تھا اور قبلہ کا ہاتھ ادھر سے اگر دیکھا جائے تو مخالف سمت میں چل رہا تھا تاکہ پانی نچوڑتا رہے۔ جب چادر کا پانی نکل گیا تو مولانا نے شاگردوں سے پوچھا۔ کیا بات تم لوگوں کی سمجھ میں آئی۔ دیکھو چادر کو سکھانے کے لئے ایک کا ہاتھ CLOCKWISE اور دوسری سمت والے کا اس کی مخالف سمت میں چل رہا ہے مگر مقصد دونوں کا ایک ہی ہے کہ کپڑے سے پانی نکال دیا جائے۔ اسی طرح سے دونوں شہزادوں کا ایک ہی مقصد تھا کہ نانا کے دین اسلام کو کسی طرح سے بچا لیا جائے۔ ایک نے صلح کا طریقہ استعمال کیا دوسرے نے کربلا میں روز عاشورہ جنگ کر کے اور قربانیاں دے کر اسلام کو بچایا۔ اور حسین (ع) بھی بھائی حسن (ع) کی ۵ ہجری میں شہادت کے بعد ۱۰ سال تک صبر کا مظاہرہ کرتے رہے۔

بحکم حق کہیں پر صلح کر لیتے ہیں دشمن سے کہیں پر جنگ۔ خاموشی جواب۔ جنگ ہوتی ہے زمانہ یہ سبق لے فاطمہ (ع) کے دل کے ٹکڑوں سے کہاں پر صلح ہوتی ہے کہاں پر جنگ ہوتی ہے امام حسن (ع) ایک ایسے ہادی اور رہنما تھے کہ جنہوں نے بچپن ہی سے دین کی تبلیغ اور رہنمائی کا کام شروع کر دیا تھا۔ آپ نے ایسے کاربائے نمایاں انجام دیئے کہ سرکار رسالت کو گود میں لے کر کہنا پڑا کہ یہ دونوں میرے فرزند امام ہیں چاہے کھڑے رہیں یا بیٹھ جائیں۔ یہ دونوں جوانان۔ جنت کے سردار ہیں اور ان کا باپ ان سے بھی

افضل ہے۔ اب اگر امت کے بوڑھے بھی جنت میں جانے کے خواہش مند ہوں گے تو ان کو ان شہزادوں کو جنت کا سردار ماننا پڑے گا اور ان کے بابا کو افضل ماننا پڑے گا۔ جنت ان کے قبضے میں ہے اور کوثر ان کے باپ کے قبضے میں ہے۔ ان کی ماں خاتون جنت ہے۔ ان سے واسطہ رکھنا ہی پڑے گا۔ جب ہی تو اصحاب کبار اپنے بچوں کی شکایت کے جواب میں کہا کرتے تھے کہ اگر حسن (ع) ابن علی (ع) تم کو غلام زادہ کہتے ہیں تو ان سے لکھو لاؤ۔ ہم ان کے غلام بن کر جنت میں چلے جائیں گے۔

شہزادہ اُصلح و امن۔۔ سردار جوانان۔ جنت۔ سبط رسول۔ جانِ بتول۔ علی (ع) کا لاڈلا۔ امام امت ۵۱ رمضان ۳ ہجری کو اس دنیا میں تشریف لائے۔ ۷۰ سال رسول کے زیر سایہ گزارا۔ نانا کے بعد ۹۰ دن یا ۵۷ دن خاتون جنت کا ساتھ رہا۔ ماں کے بعد ۳۰ سال کا عرصہ بابا علی (ع) مرتضیٰ کے ساتھ گزارا۔ سنہ ۴۰ ہجری میں باپ کی شہادت کے بعد دس سال تک بیٹھ کر دین اسلام کی خدمت کی۔ جن میں آپ کے چھوٹے بھائی امام حسین (ع) شریک کار رہے۔ ۷۲ سال کی عمر میں معاویہ ابن سفیان نے جعدہ بنت اشعث کے ذریعے زہر دے کر آپ کو شہید کر دیا۔ آپ کی شہادت کی تاریخ وہی ہے جو نانا رسول خدا کی تھی یعنی ۸۲ صفر ۵۰ ہجری۔

رسول اللہ نے اپنے قول و فعل سے امام حسن (ع) کے فضائل بیان کئے ہیں۔ نواسہ مسجد میں آجائے تو منبر سے اتر کر گودی میں بٹھا لیا کرتے تھے۔ سجدے میں آجائے تو سر نہ اٹھاتے تھے۔ عید کا دن تھا تو کاندھے پر بٹھا کر ناقہ بن گئے۔ مباہلے کا دن آیا تو انگلی پکڑ کر لے چلے۔ تطہیر کی منزل آئی تو گلے سے لگا کر ضعف رسالت کو قوت میں تبدیل کر دیا۔ عید کا دن آیا تو بیٹی زہرا (ع) کی دہلیز پر بیٹھ کر امام حسن (ع) کے دہن اقدس کے بوسے لئے۔ اور ہرنی کا بچہ آیا تو اسے شہزادے کے حوالے کر دیا۔

امیر امومنین (ع) علی (ع) ابن ابی طالب (ع) کے زمانے میں بھی اگر کوئی مسئلہ پوچھنے آتا تو آپ (ع) امام حسن (ع) سے ہی جواب دلاتے تھے۔ سب ہی کی کتابوں میں ہے کہ امام حسن (ع) گہوارہ سے ہی لوح محفوظ کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔

امام حسن (ع) کے کردار پر نظر کی جائے تو اخلاق میں نبی کا انداز نظر آتا ہے۔ کردار میں علی (ع) کا انداز۔ شجاعت میں ہاشم (ع) کا جلال۔ استقلال میں ابو طالب (ع) کے تیور۔ ایمان و یقین میں عبدالمطلب (ع) کا نقشہ۔ خاندان کی عزت۔ بزرگوں کی یادگار۔ مذہب کا ذمہ دارا۔ اسلام کا خطیب۔ صلح کا نقیب۔ قرآن کا مفسر۔ اُمت کا مصلح۔ کعبہ کا محافظ۔ اور سیرت رسول کا ایسا ورثہ دار کہ کہ ہجومِ مصائب میں طعن و طنز کے باوجود حدیبیہ کی تاریخ دہرا کر صلح کر لی اور اسلام کو ایک بڑے خطرے سے بچالیا۔ قدرت کو یہ ادا اتنی پسند آئی کہ دونوں کی تاریخ وفات کو ایک کر دیا۔ یعنی ۸۲ صفر۔ جس تاریخ کو پہلا مصلح دنیا سے گیا تھا اسی تاریخ کو دوسرا شہزادہ صلح بھی دنیا سے رخصت ہوا۔

قرآن مجید کی آیتیں اور مرسل اعظم (ع) کے ارشادات امام حسن کی عظمت کی گواہی دے رہے ہیں۔ آیۃ تطہیر عصمت کا اعلان کر رہی ہے۔ آیت مباہلہ صداقت کا اعلان کر رہی ہے۔ آیت صلح کردار پر روشنی ڈال رہی ہے۔ اور سورۃ دہر آپ کی سخاوت کا قصیدہ پڑھ رہی ہے۔ امام حسن امام معصوم ہیں ان کا ہر قول و فعل، حرکت و سکون میزان عصمت میں تلا ہوا ہے۔ اور اعتراض سے بالا تر ہے۔ مستحق اتباع و تحسین ہے ممکن ہے کہ ہماری سمجھ میں کسی فعل کی مصلحت نہ آتی ہو۔

آئمہ علیہم السلام کے علم اللہ کے خاص عطا کردہ تھے انہوں نے کسی اسکول میں نہیں پڑھا تھا۔ ایک دفعہ بادشاہ روم نے حاکم۔ شام سے دو سوال کے جواب مانگے تھے وہ عاجز آگیا تو اس نے مسئلے کو امام حسن (ع) کے سامنے پیش کیا اور آپ نے بتا دیا کہ زمین پر وہ جگہ جو آسمان کے ٹھیک وسط میں واقع ہے وہ پشتِ خانہ

ءكعبہ ہے ۔ اور زمين كا وہ خطہ جس پر سورج كى روشنى صرف ايك بار پڑى وہ نيل كى گھرائى ہے جس پر ايك دفعہ حضرت موسىٰ كے گزرتے ہوئے سورج كى روشنى پڑى تھى اور اس كے بعد پھر دريا حائل ہوگيا۔
 امام حسن (ع) كا دستر خوان مدينہ منورہ ميں بہت مشہور تھا ۔ ايك شخص مہمان آيا اور جب وہ كھانے بيٹھا تو ايك لقمہ كھاتا تھا اور ايك لقمہ بچا كر ركھ ليتا تھا ۔ امام نے فرمايا تو صاحب عيال ہے ؟ اس نے كہا ۔ نہيں ۔ ميں نے مسجد ميں ايك شخص كو جو كى سوكھى روٹياں كھاتے ديكھا ہے چاہتا ہوں كہ اس كى بھى كچھ مدد كر دوں ۔ امام نے فرمايا ۔ بھئى وہ ميرے با با على (ع) مرتضےٰ ہيں ۔ ان كى زندگى كا يہى معمول ہے ۔ ہم اہل بيت جو دنيا كو كھلاتے ہيں وہ اور ہوتا ہے اور جس پر خود اپنى زندگى گزارتے ہيں وہ اور ہوتا ہے ۔ ہمارے لئے نعمتوں كا دسترخوان اللہ نے آخرت ميں بچھايا ہے ۔

ايك دفعہ معاويہ نے مدينہ آكر اعلان كيا كہ لوگ بادشاہ كو آكر سلام كريں اور بادشاہ سب كو انعام و اكرام تقسيم كرے گا ۔ يہاں تك كہ امام حسن (ع) كو اس كے كارندے مجبور كر كے اس كے پاس لے آئے ۔ امام حسن جب پہنچے تو اس نے اركان سلطنت سے كہا كہ حسن اس لئے دير سے آئے ہيں كہ ميرزا خزانہ ختم ہو جائے ۔ لہذا ميں نے بھى فيصلہ كيا ہے كہ صبح سے سارا دن جتنا مال ، سارا اہل مدينہ كو انعام ديا ہے اس سے زيادہ ان كو دوں ۔ يہ كہہ كر اس نے خزانہ منگوايا اور كہا يہ آپ كا حصہ ہے ۔ امام جب جانے لگے تو معاويہ كے ايك ملازم نے آپ كى جوتياں سيدھى كر ديں ۔ مولا نے حكم ديا كہ يہ سب دولت ميرى جوتى سيدھى كرنے كے عوض اس ملازم كو دے دى جائے ۔ مولا كى سخاوت پر حضرت معاويہ كا منہ حيرت سے كھلا كا كھلا رہ گيا ۔

شہادت امام حسن امام جعفر صادق سے روايت ہے كہ امام حسن اپنے اہلبيت سے فرمايا كرتے تھے كہ ميں بھى زہر سے اسى طرح شہيد كيا جاؤں گا جس طرح رسول خدا ۔ لوگوں نے پوچھا ايسا كام كون كرے گا ۔ آپ نے فرمايا ميرى زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قيس ۔ معاويہ اس كے پاس پوشيدہ طريقے سے زہر بھجوائے گا اور حكم دے گا كہ وہ مجھ كو كھلا دے ۔۔۔۔۔ (جلاءالعيون ۔ قطب راوندى) ۔۔ جعدہ سے يہ معاويہ نے وعدہ كيا تھا كہ تجھ كو ايك لاکھ درہم دوں گا اور اپنے بيٹے يزيد سے تيرى شادى كر دوں گا ۔ (مروجاالذہب مسعودى)

معاويہ نے امام حسن (ع) كو زہر دينے كے بعد على الاعلان خوشى منائى اور آوازِ تكبير بلند كى ۔ امام كا جنازہ جب قبر رسول (ع) پر لے گئے تو انتہائى دردناك منظر پيش آيا جس پر مومنين قيامت تك روئيں گے ۔ بلکہ انسانيت ماتم كرے گى ۔ مردہ جسم پر تيروں كى بارش كى گئى حتى كہ ميت كے جسم سے متعدد تير نكالے گئے ۔ امام كو اپنے نانا كے پہلو ميں دفن نہيں كرنے ديا گيا ۔ اور آپ كو جنت البقيع ميں دفن كيا گيا ۔